

# 1 معاشی جائزہ

## 1.1 عمومی جائزہ

مالی سال 16ء میں بلند نمو کے راستے پر پاکستان کی معیشت کا سفر جاری رہا۔ جو کلیدی عوامل اس کا محرک بنے ان میں سے ایک سازگار پالیسی ماحول تھا۔ حکومت کی جانب سے انفراسٹرکچر پر اخراجات میں اضافے اور کئی عشروں کی کم شرح سود سے ملکی طلب بڑھ گئی اور توانائی کی بہتر ہوتی ہوئی رسد نے صنعتی کارکردگی کی راہ میں حاصل ایک بڑی رکاوٹ دور کرنے میں کردار ادا کیا۔ امن و امان کی بہتر صورت حال مزید معاون ثابت ہوئی۔ گو کہ بعض اظہاریے اہداف پورا نہ کر سکے لیکن مالی سال 15ء کے مقابلے میں ان کی پوزیشن پھر بھی بہتر تھی (جدول 1.1)۔

جدول 1.1: معاشی اظہاریے					
م 16ء		م 15ء	م 14ء	م 13ء	
اصل	ہدف				
4.7	5.5	4.0	4.1	3.7	حقیقی جی ڈی پی <sup>1</sup>
-0.2	3.9	2.5	2.5	2.7	زراعت
6.8	6.4	4.8	4.5	0.7	صنعت
5.7	5.7	4.3	4.5	5.1	خدمات
2.9	6.0	4.5	8.6	7.4	صارف اشاریہ قیمت مہنگائی <sup>1</sup>
					لجھاؤ جی ڈی پی فیصد
-1.2	-1.0	-1.0	-1.3	-1.1	جاری حسابات کا توازن <sup>2</sup>
-4.6	-4.3	-5.3	-5.5	-8.2	مالیاتی توازن <sup>3</sup>
66.5	*	64.8	62.4	61.3	سرکاری قرضہ <sup>3</sup>

\* ترمیم شدہ ایف آئی ایم ایکٹ میں 18-2017ء کے لیے سرکاری قرضے کا ہدف جی ڈی پی فیصد اور 33-2032ء کے لیے جی ڈی پی کا 50 فیصد مقرر کیا گیا ہے۔  
ماخذ: 1. پاکستان دفتر شماریات، چیف ڈیپارٹمنٹ، وزارت خزانہ۔

مالی سال 16ء میں جاری کھاتے کا خسارہ پچھلے سال سے زیادہ تھا گو کہ آنے والی رقوم کی مدد سے وہ آسانی سے پورا ہو گیا بلکہ خالص لحاظ سے مالی سال 16ء میں زرمبادلہ کی آمد اخراج سے زیادہ تھی جس کی بنا پر زرمبادلہ کے ذخائر ریکارڈ بلند سطح پر پہنچ گئے۔ مالی سال 16ء میں آئی ایم ایف کے پروگرام کی بھی کامیاب تکمیل ہوئی جس سے نہ صرف براہ راست زرمبادلہ کے حوالے سے مدد ملی بلکہ ملک کو دیگر عالمی مالی اداروں اور بین الاقوامی بازار سرمایہ سے رقوم حاصل کرنے میں بھی سہولت ہوئی۔ اس بنا پر بازار مبادلہ میں استحکام آیا۔

مستحکم شرح مبادلہ اور تیل کی قیمتوں میں کمی نے مہنگائی لجاؤ صارف اشاریہ قیمت (CPI) کو مالی سال 16ء میں گھٹا کر صرف 2.9 فیصد تک لانے میں مدد دی۔ تھوک اشاریہ قیمت پر زیادہ نمایاں اثر پڑا کیونکہ اس میں قیمتوں کی 1.1 فیصد تقلیل (deflation) ظاہر ہوئی۔ ان حالات کی بنا پر نمو کو تقویت دینے

والی پالیسیوں کے لیے گنجائش کو دیکھتے ہوئے اسٹیٹ بینک نے پالیسی ریٹ کم کر کے 5.75 فیصد (1970ء کی دہائی کے اوائل سے اب تک کی پست ترین سطح) کر دیا؛ کمرشل بینکوں کی خردہ شرح ہائے قرض گاری اور اسٹیٹ بینک کی رعایتی اسکیموں پر ری فنانس کی شرحیں بھی کم ہوئیں۔ کم لاگت کی فنڈنگ کی دستیابی سے نجی کاروبار کو مدد ملی جس کی اشد ضرورت تھی جس کی عکاسی کمرشل بینکوں سے ان کی قرض گیری میں اضافے سے ہوتی ہے۔ اسی طرح حکومت نے سال کے دوران اپنے ترقیاتی اخراجات بھی بڑھا دیے۔ اہم بات یہ ہے کہ حکومت نے ان اخراجات کی گنجائش پیدا کرنے کے لیے اپنے جاریہ اخراجات محدود کیے اور بلند حاصل کے سلسلے میں اقدامات کیے۔ چنانچہ مالیاتی استحکام کی طرف پیش رفت جاری رہی اور مالی سال 07ء کے بعد پہلی بار بجٹ خسارہ کم ہو کر جی ڈی پی کے 4.6 فیصد تک پہنچ گیا۔

بہر حال بعض مشکلات ہیں جن پر تمام متعلقہ فریقوں کو توجہ دینے کی ضرورت ہے:

- اول، پاکستان کو بچت اور سرمایہ کاری کی سطح بڑھانی ہوگی۔ اگرچہ سرکاری سرمایہ کاری محدود وسائل کے باوجود بڑھ رہی ہے تاہم نجی شعبے کی جانب سے سرمایہ کاری میں کافی اضافہ نہیں ہوا ہے۔ یہ مسئلہ نمو کے امکانات کی راہ میں رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ دوسری طرف بچت مطلوبہ قابل سرمایہ کاری وسائل کی مناسبت

سے نہیں۔ جب تک خاص طور پر نجی شعبہ پینشن، پراویڈنٹ فنڈ، گریجویٹ، اولڈ ایج بنی فنڈ اسکیموں کے شعبے میں پُرکشش بچت اسکیمیں نہیں لاتا، صورت حال پورے طور پر بہتر نہیں ہو سکتی؛ ایسی اسکیموں کی مناسب مدنی بازار کاری (بشمول دیہی علاقوں میں) بھی ضروری ہے۔

• دوم، پائیدار بیرونی کھاتے کے لیے برآمدات ابھی تک بڑا چیلنج ہیں۔ بعض حالیہ پالیسی اقدامات (جیسے برآمدی شعبے کی زیرو ریٹنگ اور ری فنڈ کا اجرا) خوش آئند ہیں اور ان کا مثبت اثر ہو گا لیکن برآمدی صنعت کے مسائل بھی حل ہونے چاہئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان خامیوں کی وجہ سے اجناس کی گرتی ہوئی عالمی قیمتوں کا اثر بڑھ جاتا ہے (مثلاً قیمتوں میں کمی نے بعض اجناس کی برآمدی قدر گرا دی اور بعض مصنوعات کی برآمدی مقدار مسابقت سے متعلقہ مسائل کی وجہ سے گھٹ گئی)۔ چنانچہ ایک جامع اور مربوط صنعتی و تجارتی پالیسی اور اس کے ہمراہ اختراع کی حوصلہ افزائی کرنے والا ضوابطی نظام وقت کی ضرورت ہے۔ زیادہ متحرک پالیسی فریم ورک برآمدات کے زوال سے نمٹنے میں مدد دے گا اور غیر ملکی سرمایہ کاروں کو ترغیب دلائے گا کہ وہ پاکستان کو طویل مدتی نقطہ نظر سے دیکھیں۔

• سوم، مالیاتی استحکام کے لیے موجودہ اقدامات خوش آئند ہیں اور مقامی اور بیرونی فریقوں نے بڑے پیمانے پر انہیں سراہا ہے تاہم ٹیکس کے ڈھانچے کا عارضی اقدامات (جیسے نومبر 2015ء میں ریگولیٹری ڈیویژن کا نفاذ) پر انحصار معیشت میں بگاڑ پیدا کر رہا ہے۔ ٹیلی مواصلات اور توانائی جیسے شعبوں سے بھرپور محاصل پیدا ہو رہے ہیں لیکن زراعت جیسے بعض شعبے مجموعی ٹیکسوں میں برائے نام حصہ ڈال رہے ہیں۔

• آخر، پاکستان سماجی شعبے پر اتنا خرچ نہیں کر سکا ہے جتنی ضرورت ہے۔ صحت ہو یا تعلیم پاکستان ترقی پذیر ممالک کے مقابلے میں اپنی جی ڈی پی کی فیصد کے لحاظ سے بہت کم رقم خرچ کرتا ہے۔ غربت کی تخفیف، زچہ و بچہ کی اموات، پرائمری اسکول میں داخلوں جیسے شعبوں میں کچھ بہتری کے باوجود ملک ہزارہیہ ترقیاتی مقاصد (ملینیم ڈویلپمنٹ گولز) فریم ورک کے تحت زیادہ تر اہداف حاصل نہیں کر سکا۔ اب جبکہ پچھلے برس ہزارہیہ ترقیاتی مقاصد کی جگہ پائیدار ترقیاتی مقاصد نے لے لی ہے، حکومت کی تمام سطحوں — وفاقی، صوبائی اور مقامی — پر اس سلسلے میں گہری سوچ بچار کی ضرورت ہے کہ پائیدار ترقیاتی مقاصد کی تکمیل کا امکان کیسے پیدا ہو گا۔

حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ اس وقت پاکستان ان چیلنجوں سے نمٹ کر بلند نمو اور سماجی ترقی کی راہ پر گامزن ہونے کی پوزیشن میں معلوم ہوتا ہے۔ جو پہلو سب سے زیادہ معاون ہو گا وہ ایک مستحکم معاشی ماحول اور سی بیک سے متعلق منصوبوں میں بڑھتی ہوئی سرمایہ کاری ہے جس سے موجودہ انفراسٹرکچر اور کاروباری اداروں کو بجلی کی فراہمی بہتر ہوگی۔ مزید برآں، تیل کی کم قیمتوں کے طویل دورے ڈھانچے جاتی اصلاحات میں تیزی اور گہرائی لانا آسان بنا دیا ہے۔

سرکاری شعبے میں اصلاحات کے عمل میں تیزی لانا تو ضروری ہے ہی، نجی شعبے کو بھی آگے آکر بدلتی ہوئی کاروباری حرکیات کے مطابق اپنی ادارہ جاتی حکمت ہائے عملی میں فعال طور پر ردوبدل کرنی چاہیے۔ نجی شعبے کی شرکت کے بغیر نئے کاروبار، اختراع اور مسابقت کے ستونوں پر قائم بلند اور پائیدار نمو حاصل کرنا مشکل ہو گا۔

## 1.2 مالی سال 16ء کا جائزہ

مالی سال 16ء میں پاکستان کی معیشت نے 4.7 فیصد کی شرح سے ترقی کی جو گذشتہ سال کی نمو 4.0 فیصد سے خاصی بلند لیکن سال کے ہدف 5.5 فیصد سے کم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نمو کو سزاگار بنانے والے عوامل جیسے توانائی کی بہتر رسد، کم لاگت فنڈنگ کی دستیابی، امن و امان کے حوالے سے تشویش میں کمی، مضبوط ملکی طلب وغیرہ میں بہتری کا اثر دوران سال شعبہ زراعت کی ناقص کارکردگی کی وجہ سے جزوًا ازل ہو گیا۔

مالی سال 15ء کی طرح م س 16ء میں بھی اجناس کی کم قیمتوں اور ناسازگار موسمی حالات کی بنا پر شعبہ زراعت دباؤ کا شکار رہا۔ م س 16ء میں ایک اضافی عنصر خریف کے دوران بے وقت اور موسلا دھار بارشوں کے بعد کیڑوں کے حملے تھے۔ اس وجہ سے کپاس کی فصل کو بہت نقصان پہنچا جو پچھلے برس سے 27.8 فیصد کم ہوئی۔<sup>1</sup> دیگر فصلوں کی کارکردگی بھی حوصلہ افزا نہ تھی۔ نتیجتاً م س 16ء میں شعبہ فصل میں 6.3 فیصد کی منفی نمودرج کی گئی جس کی وجہ سے مالی سال 01ء کے بعد پہلی بار مجموعی شعبہ زراعت میں 0.2 فیصد کی کمی ہوئی۔

شعبہ گلہ بانی، جو زراعت کے شعبے کے نصف سے زائد پر مشتمل ہے، کی نمو مالی سال 16ء میں 3.6 فیصد ہوئی جبکہ پچھلے سال 4.0 فیصد نمو ہوئی تھی۔ کم نمو کے باوجود اس شعبے میں حال ہی میں کئی حوصلہ افزا تبدیلیاں دیکھنے میں آئی ہیں۔ مثال کے طور پر کارپوریٹ شعبہ گوشت کی پروسیسنگ کی سہولتوں میں بہتری لارہا ہے اور برآمد کنندہ اور خرید فروش کے طور پر اپنی حیثیت قائم کر رہا ہے۔ حکومت بھی اس شعبے کو سرگرمی سے فروغ دے رہی ہے اور حلال غذائی مصنوعات کی خرید و فروخت کی ترویج کے لیے پاکستان حلال اتھارٹی قائم کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں حکومت نے گوشت کی پروسیسنگ مشینری کی درآمد پر کسٹم ڈیوٹی بھی کم کر دی ہے۔

صنعتی شعبے میں م س 16ء کے دوران 6.8 فیصد کی بھرپور نمودرج کی گئی جو نہ صرف م س 15ء کی 4.8 فیصد نمو سے زیادہ تھی بلکہ 6.4 فیصد کے سالانہ ہدف سے بھی (گذشتہ 12 سال میں پہلی مرتبہ) تجاوز کر گئی۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا، اس کی بنیادی وجوہ یہ تھیں: (i) مستحکم معاشی ماحول؛ (ii) کم شرح سود اور بلند انفراسٹرکچر اخراجات کی شکل میں بھرپور معاون پالیسی؛ (iii) توانائی کی بہتر رسد؛ اور (iv) امن و امان کی صورت حال میں بہتری۔ سی پیک سے متعلق منصوبوں سے مزید مدد ملی جس کی وجہ سے تعمیرات اور منسلک صنعتوں کے لیے طلب پیدا ہوئی۔ مالی سال 16ء میں تعمیراتی سرگرمیاں 13.1 فیصد بڑھ گئیں، جو م س 15ء کی نمو کے دگنے سے بھی زیادہ ہے۔ دوسرے شعبوں سے مضبوط روابط کی بنا بڑے پیمانے کی اشیا سازی (LSM) میں بھی اس نے کلیدی کردار ادا کیا۔

اگرچہ بڑے پیمانے پر اشیا سازی کی نمود م س 16ء میں 3.2 فیصد رہی جو گذشتہ سال کی 3.4 فیصد شرح سے کم ہے تاہم اس کی بنیادی وجہ پاکستان اسٹیل ملز کے کام میں مکمل تعطل تھا۔ اسٹیل ملز کے کام میں مسائل کی بنا پر سال کے دوران فولاد کی پیداوار 9.3 فیصد کم ہو گئی۔ اس کمی سے نہ صرف فولاد کی نجی تیاری کا متحرک شعبہ پس منظر میں چلا گیا بلکہ بڑے پیمانے پر اشیا سازی کی نمو بھی گھٹ گئی۔ اسٹیل ملز کو خارج کر کے بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں م س 16ء کے دوران 3.7 فیصد نمو ظاہر ہوئی جبکہ پچھلے برس 3.0 فیصد رہی تھی۔

حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ م س 16ء کے دوران کئی دیگر صنعتوں میں بھی بھرپور نمود دیکھی گئی۔ مثال کے طور پر (i) م س 16ء میں گیس کی بلا تعطل رسد اور بطور فیڈسٹاک ایلین جی کی فراہمی کی وجہ سے کھاد کے شعبے میں 13.8 فیصد نمو ہوئی؛ (ii) م س 16ء میں سینٹ کے شعبے میں 10.1 فیصد نمودرج کی گئی جو پچھلے سال سے تقریباً چار گنا ہے، اس کی وجہ بھرپور ملکی طلب اور کونکے کی کم قیمتیں تھیں؛ (iii) بنیادی طور پر پنجاب حکومت کی اپنا روزگار اسکیم اور گاڑیوں کی مالکاری کی سستی لاگت کی بنا پر اس سال بھی گاڑیوں کے شعبے میں بھرپور نمودرج کی گئی؛ اور (iv) خوردنی تیل کی صنعت میں نمایاں بہتری دیکھی گئی جو پام اور سویا بین تیلوں کی بین الاقوامی قیمتوں میں کمی، مستحکم شرح مبادلہ اور ملک میں مستقل طلب سے منسوب کی جاسکتی ہے۔ مزید برآں، دواسازی، چمڑا اور کیمیکلز میں بھی دوران سال مناسب نمود دیکھی گئی۔ دریں اثنا ٹیکسٹائل کے شعبے کی کارکردگی جو بڑے پیمانے کی اشیا سازی کا ذیلی شعبہ ہے کم رہی۔ م س 16ء میں یہ شعبہ صرف 0.4 فیصد نمو پا سکا جو پچھلے سال کی نمو کے نصف سے بھی کم ہے۔<sup>2</sup>

<sup>1</sup> گذشتہ برس کے مقابلے میں گندم اور گنے کی فصلوں کی بہتر کارکردگی (ان دو فصلوں نے اہم فصلوں کی جانب سے قدر اضافی 55 فیصد سے زائد حصہ ڈالا) کے باوجود مالی سال 16ء میں شعبہ فصل میں کمی آئی۔  
<sup>2</sup> بیرونی و ملکی دونوں عوامل نے کردار ادا کیا: کمزور بیرونی طلب، برآمدات کی اکائی قدر میں کمی اور طویل مدتی مسابقتی مسائل نے ملکی طلب میں اضافے اور مجموعی کاروباری ماحول میں خاصی بہتری سے فائدہ اٹھانے کی ٹیکسٹائل کے شعبے کی صلاحیت پر منفی اثر ڈالا۔

اشیا و اجناس پیدا کرنے والے شعبے (زراعت اور صنعت) میں کچھ نمو، بلند تجارتی حجم اور مالی اداروں کی بھرپور کارکردگی کی بنا پر خدمات کا شعبہ م س 16ء میں 5.7 فیصد کی شرح سے بڑھا جو کئی عشروں کی بلند ترین شرح ہے۔ شعبہ خدمات میں سب سے زیادہ حصہ تھوک اور خوردہ تجارت کا تھا کیونکہ ملکی شعبہ فصل میں کمی کی تلافی، صنعتی شعبے میں بلند برآمدی حجم اور مضبوط نمونے کردی۔ ساتھ ہی عمومی حکومتی خدمات کو سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافے سے تحریک ملی۔ ذیلی شعبے مالیات اور بیمہ میں بھی بہتری آئی کیونکہ کمرشل بینکوں کا منافع مسلسل بڑھتا رہا۔ بینکوں کی منافع آوری پر کم شرح سود کا اثر نجی شعبے کو قرضے میں اضافے اور بینکاری شعبے کی بڑھتی ہوئی غیر سودی آمدنی کی وجہ سے بڑی حد تک زائل ہو گیا۔

## زری پالیسی اور مہنگائی

مالی سال 15ء میں 300 بی پی ایس کی مجموعی کمی کے علاوہ م س 16ء کے دوران ایس بی پی پالیسی ریٹ میں 50 اور 25 بی پی ایس کی دو علیحدہ علیحدہ کٹوتیاں ہوئیں۔ یہ کٹوتیاں جو سیالیٹ کی مناسب فراہمی کے ہمراہ کی گئیں بینکوں کی خوردہ شرحوں میں نمایاں کمی پر منتج ہوئیں۔ م س 16ء میں نئے قرضوں پر بہ وزن اوسط شرح قرض گاری میں اوسطاً 23.7 بی پی ایس کی کمی ہوئی اور یہ شرح اس سال 7.8 فیصد تک پہنچ گئی۔ قرض کی لاگت میں اس یکدم کمی اور سازگار کاروباری ماحول نے م س 16ء میں بینکوں کے قرضوں کی طلب پیدا کر دی۔ مطلق لحاظ سے دوران سال نجی شعبے کو قرضے میں 460.6 ارب روپے کا اضافہ ہوا جو م س 15ء کے اضافے کے دگنے سے بھی زیادہ ہے۔ حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ یہ اضافہ زیادہ تر وسیع البنیاد تھا کیونکہ تمام اہم شعبوں (بشمول ٹیکسٹائل، بجلی، کھاد، تعمیرات اور ٹرانسپورٹ) نے بینکوں سے قرض لیا۔ کاروبار کے علاوہ صارفی مالکاری میں بھی تیزی آئی اور گاڑیوں کے قرضوں کی طلب بلند رہی۔

قرضے میں اضافے کو کچھ مدد بینکاری نظام سے حکومتی قرض میں کمی سے بھی ملی۔ م س 16ء میں بینکاری نظام سے خالص میزانیہ قرض گیری 787 ارب روپے رہی جبکہ گذشتہ سال 101 ارب روپے تھی؛ یہ محدود مالیاتی خسارے اور بیرونی فنڈنگ کی دستیابی کا نتیجہ تھا۔ بینکاری نظام کے اندر حکومت اس سال بھی اسٹیٹ بینک سے لیا گیا قرض واپس کرتی رہی۔ اس واپسی سے نہ صرف حکومت کو اسٹیٹ بینک سے اپنا قرض سال کی چار سہ ماہیوں میں سے تین میں آئی ایم ایف کے مقرر کردہ اہداف میں رکھنے میں مدد ملی بلکہ اسٹیٹ بینک ان سہ ماہیوں میں اپنے خالص ملکی اثاثوں پر آئی ایم ایف کی حدود کی تکمیل کرنے میں بھی کامیاب رہا۔

اسٹیٹ بینک کے قرضوں کی خالص واپسی کے انقباضی (contractionary) اثرات کے باوجود م س 16ء کے دوران زر بنیاد میں 26.5 فیصد کا اضافہ دیکھا گیا جو م س 15ء کے اضافے کے دگنے سے بھی زیادہ ہے۔ تاہم معیشت میں زرو وسیع (ایم ٹو) پر اس کا اثر مدہم رہا جس کی نمو پچھلے سال کی شرح کے لگ بھگ رہی۔ واجبات کا پہلو اس مسئلے کے حوالے سے دلچسپ ہے: زیر گردش کرنسی 30.5 فیصد کی عدیم النظیر شرح سے بڑھی جبکہ امانتوں کی نمو کم ہو کر 7 سال کی پست ترین سطح تک آگئی۔<sup>4</sup> نتیجے کے طور پر کرنسی اور امانتوں کا تناسب م س 03ء سے اب تک بلند ترین سطح پر پہنچ گیا ہے جس سے ضارب زر صرف ایک سال میں 3.6 فیصد سے کم ہو کر 3.2 فیصد ہو گیا۔

محدود زری توسیع، اجناس (خصوصاً تیل) کی عالمی قیمتوں میں کمی، تلف پذیر ایشیا کی کافی رسد اور مستحکم شرح مبادلہ کے طفیل عمومی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت م س 16ء میں 2.9 فیصد ہو گئی جو 47 سال کی پست ترین سطح ہے۔ مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت میں کمی خاصی وسیع البنیاد تھی کیونکہ یہ خوراک، ہاؤسنگ، فرنیچر، صحت وغیرہ، سمیت مختلف گروپوں میں دیکھی جاسکتی تھی۔ م س 16ء میں قوزی مہنگائی کے دونوں پیمانوں (غیر غذائی غیر توانائی اور تراشیدہ اوسط) میں بھی کمی ریکارڈ کی گئی۔

<sup>3</sup> مالی سال 16ء کے دوران بازار زر کے سودوں کی واجب الادا سطح اوسطاً 1.3 ٹریلین روپے رہی جو گذشتہ برس 0.4 ٹریلین روپے تھی؛ اسٹیٹ بینک کی جانب سے قطع شرح سود کو پالیسی ریٹ کے بے حد قریب رکھنے کی وجہ سے بازار زر کے سودوں میں قبولیت و بولی کا تناسب بڑھ گیا؛ اور بازار زر کے سودوں کی تعداد بھی بڑھ گئی۔ اسٹیٹ بینک نے مالی سال 16ء کے دوران سیالیٹ کے ادخال کے لیے 92 بازار زر کے سودے کیے جبکہ گذشتہ برس ان کی تعداد 76 تھی۔

<sup>4</sup> جیسا کہ سابقہ جائزوں میں نشانہ دی کی جاسکتی ہے، زیر گردش کرنسی میں تیزی سے اضافے کو نان فائلرز کے لیے 50,000 روپے سے زائد کے مالی لین دین پر وہ ہولڈنگ ٹیکس کے نفاذ سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ پرائز بانڈز کی مضبوط طلب سے بھی اس رائے کو تقویت حاصل ہوتی ہے، مالی سال 16ء میں پرائز بانڈز کے ذریعے جمع کی گئی رقم بڑھ کر 123.9 ارب روپے تک پہنچ گئی جو گذشتہ برس 75.9 ارب روپے تھیں۔

ٹرانسپورٹ گروپ نے قومی مہنگائی کو گھٹانے میں سب سے زیادہ حصہ ڈالا کیونکہ م س 16ء میں اس گروپ کے اندر قیمتیں 6.9 فیصد کم ہو گئیں۔ اسی طرح اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی کا اثر سب سے زیادہ تھوک اشاریہ قیمت پر تھا جس میں م س 16ء کے دوران 1.1 فیصد کی اوسط قیمتوں کی تقلیل دیکھی گئی۔

## مالیاتی پالیسی

مالی سال 16ء میں بجٹ خسارہ (جی ڈی پی کی فیصد کے لحاظ سے) مسلسل چوتھے برس کم ہوا اس لیے مالیاتی استحکام صحیح راہ پر گامزن رہا۔ ٹیکس محاصل کی بلند نمو اور جاریہ اخراجات پر سخت انضباط کے طفیل م س 16ء کا بجٹ خسارہ کم ہو کر جی ڈی پی کا 4.6 فیصد ہو گیا جبکہ پچھلے سال 5.3 فیصد تھا۔ م س 16ء میں ایف بی آر کی ٹیکس وصولی میں 20 فیصد سے زائد کی بھر پور نمو ریکارڈ کی گئی جو م س 10ء سے اب تک پہلی بار سالانہ ہدف سے تجاوز کر گئی۔ اس بہتری کی بڑی وجوہ یہ تھیں: (i) ٹیکس کے حوالے سے نئے اقدامات، خصوصاً گو شو اے جمع کرانے اور نہ کرانے والوں کے درمیان ٹیکسیشن کے فرق کا دائرہ بڑھانے کے حوالے سے؛ (ii) ریونیو کی کمی کو پورا کرنے کے لیے نومبر 2015ء میں اضافی اقدامات (بشمول کئی ایشیا پریگ لیٹری ڈیوٹی)؛ اور (iii) پیٹرولیم کی مصنوعات پر ڈیوٹی کے ڈھانچے میں تبدیلیوں سمیت وقتاً فوقتاً کیے جانے والے دیگر ٹیکس اقدامات (چوتھا باب)۔

ٹیکس محاصل میں م س 16ء کے دوران براہ راست ٹیکسوں میں 17.8 فیصد کی سال بسال نمو دیکھی گئی جو پچھلے برس سے کم اور بجٹ کے نمو کے ہدف کی تقریباً نصف تھی۔ براہ راست ٹیکسوں میں دو ہولڈنگ ٹیکس کا غلبہ رہا جس کی کٹوتی ادارے خود ہی کر لیتے ہیں اور جسے عموماً کاروباری ادارے صارفین کو منتقل کر دیتے ہیں۔ رضا کارانہ وصولیاں جو براہ راست ٹیکسوں کے ایک چوتھائی سے زائد کے برابر تھیں م س 16ء میں 18.5 فیصد بڑھیں۔ اس مد میں وصولیاں زیادہ تر کماتے جاؤ ادا کرتے جاؤ کے طریقے میں مریکز تھیں؛ آمدنی کے ساتھ وصولیوں کا حصہ کم رہا۔

مالی سال 16ء کے دوران سیلز ٹیکس میں، جس کا بالواسطہ ٹیکسوں میں 69 فیصد حصہ ہے اور جو ایف بی آر کے ٹیکس محاصل کا 42 فیصد ہے، 19.8 فیصد اضافہ ہوا جو گذشتہ سال کی نمو کے دگنے سے بھی زیادہ ہے۔ اس کی وضاحت پیٹرولیم مصنوعات، برقی توانائی، سینٹ مشینری اور گاڑیوں پر بلند ٹیکس وصولیوں سے بڑی حد تک ہو جاتی ہے۔ ان پانچ گروپوں کا حصہ م س 16ء میں مجموعی سیلز ٹیکس وصولی کا لگ بھگ نصف تھا۔

اخراجات کے حوالے سے، م س 16ء کے دوران مجموعی خرچ میں 7.6 فیصد اضافہ دیکھا گیا۔ جاریہ اخراجات تقریباً پچھلے برس کی سطح پر رہے کیونکہ سودی ادائیگیوں میں کمی (تاریخی کم شرح سود کی وجہ سے) نے دیگر اخراجات میں کمی کا اثر تقریباً مکمل طور پر زائل کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ جاریہ اخراجات پر قابو سے سرکاری شعبے کے ترقیتی پروگرام (پی ایس ڈی پی) کے مصارف کو ترجیح دینے کے لیے گنجائش پیدا ہو گئی اور یہ مصارف دوران سال 20 فیصد سال بسال بڑھ گئے جبکہ گذشتہ سال کی 14 فیصد نمو اس کے علاوہ تھی۔

مالیاتی انضباط پر قائم رہنا قابل تحسین ہے تاہم اس بہتری کو برقرار رکھنے کے لیے مالیاتی کارروائیوں کی کچھ تشکیل نواب بھی درکار ہے: اول، عارضی اقدامات پر انحصار کے بجائے ٹیکس پالیسی مستقبل پر نظر رکھتے ہوئے بنائی جانی چاہیے۔ ٹیلی مواصلات اور توانائی کے شعبے جیسے شعبوں میں، جو معیشت کے محرک کے طور پر کام کرتے ہیں، جائز سے زیادہ ٹیکس لگانا طویل مدتی نمو کے مقاصد کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اسی طرح مالی شمولیت اور دستاویزیت کے مقاصد کے لیے مالی لین دین پر ٹیکس اچھا شگون نہیں۔ اس بات کا اعادہ کیا جانا چاہیے کہ زیر گردش کرنسی بہت بڑھ گئی ہے اور بڑی مالیت کے پرائز بانڈز کی طلب بلند ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عوام کارخان بیئر آلات کی جانب سے جو دستاویزیت سے گریز کی نشاندہی کرتا ہے (تیسرا اور چوتھا باب)۔ دوم، اخراجات میں سماجی شعبے کی ترقی کے لیے وسائل مختص کرنے کی ضرورت ہے تاکہ عوام کا معیار زندگی بلند کیا جاسکے۔

<sup>5</sup> سال کے دوران بنیادی و مصولاتی دونوں خساروں میں بھی بہتری آئی۔

## سرکاری قرضہ

سرکاری قرضہ جو بنیادی طور پر جمع شدہ بجٹ خساروں کی نمائندگی کرتا ہے، م س 16ء میں 2.3 ٹریلین روپے بڑھ گیا اور آخر جون 2016ء تک 19.7 ٹریلین روپے (جی ڈی پی کا 66.5 فیصد) تک پہنچ گیا۔ سال کے خسارے کی سطح کے مقابلے میں سرکاری قرضے میں اتنے زیادہ اضافے کی تشریح بڑی حد تک ان عوامل سے کی جاسکتی ہے: (i) کرنسی کے ناسازگار اتار چڑھاؤ کی وجہ سے باز قدر پیمائی کے نقصانات؛ (ii) بینکاری شعبے کے پاس موجود حکومتی امانتوں میں 459.4 ارب روپے کا اضافہ؛ اور (iii) آئی ایم ایف کے قرضوں میں، جو عموماً توازن ادائیگی میں مدد دینے کے لیے ہوتے ہیں، اضافہ۔ م س 16ء میں پہلے دو عوامل سرکاری قرضے میں تقریباً 33.5 فیصد اضافے کا باعث بنے۔ باز قدر پیمائی کے نقصانات (یا فوائد) مکمل طور پر عالمی کرنسیوں کے اتار چڑھاؤ کی وجہ سے ہوتے ہیں تاہم حکومتی امانتوں میں نمایاں اضافہ سرکاری قرضے اور نقد کے انتظام کی محتاط انداز میں نگرانی کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔

بہر کیف م س 16ء میں سرکاری قرضے کی ہیئت ترکیبی میں سازگار تبدیلی آئی: بیرونی قرضے کا حصہ تھوڑا سا بڑھ گیا جس سے فنڈنگ کے ملکی ذرائع پر دباؤ میں کمی آئی۔ مزید یہ کہ بیرونی قرضے میں اضافے کے بڑے حصے کی وجہ کثیر فریقی اداروں سے لیا گیا رعایتی قرض تھا۔ ملکی ذرائع سے لیا گیا قرض بھی، جو سرکاری قرضے میں ہونے والے اضافے کا 62 فیصد تھا، کم لاگت کا باعث بنا جس کا سبب معیشت میں شرح سود کی تاریخی کم سطح تھی۔

مطلق لحاظ سے م س 16ء میں ملکی قرضہ 1.4 ٹریلین روپے بڑھ گیا اور 13.6 ٹریلین روپے (یا جی ڈی پی کا 46.0 فیصد) ہو گیا۔ یہ اضافہ زیادہ تر پی آئی بیز اور اجارہ صکوک جیسے طویل میعاد کے حکومتی بانڈز کی وجہ سے ہوا، جن کا م س 16ء کے دوران ملکی قرضے میں ہونے والے اضافے میں 56.2 فیصد حصہ تھا، اور ان بانڈز نے آخر جون 2016ء تک مستقل قرضے کا حصہ بڑھا کر 43.6 فیصد کر دیا۔ ان تبدیلیوں سے ملکی قرضے کے خاکہ عرصیت کو بہتر بنانے میں مدد ملی۔

دریں اثنا، سال کے دوران 6.8 ارب ڈالر کے نمایاں اضافے کی بنا پر بیرونی سرکاری قرضے کا اسٹاک آخر جون 2016ء تک 57.8 ارب ڈالر تک پہنچ گیا۔ اس اضافے کا پانچواں حصہ باز قدر پیمائی کے نقصانات سے منسوب کیا جاسکتا ہے اور بقیہ بلند حکومتی قرض گیری کی عکاسی کرتا ہے۔ بیرونی قرضے میں اضافہ آئی ایم ایف کی جانب سے قرض کی قسطوں (2.0 ارب ڈالر)؛ دیگر بین الاقوامی مالی اداروں (2.1 ارب ڈالر)؛ اور کمرشل قرض گیری (583 ملین ڈالر) کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ کثیر فریقی قرضے (خصوصاً وہ جو عالمی بینک اور ایشیائی ترقیاتی بینک سے لیے گئے)، جو سرکاری بیرونی قرضے کا 45.7 فیصد ہیں، بنیادی طور پر ٹیکسیشن، کاروبار کرنے، تجارت میں سہولت اور تعلیم کے شعبوں میں اصلاحات کی غرض سے لیے گئے ہیں۔ رعایتی ہونے کے علاوہ ان قرضوں سے کارکردگی اور پیداواریت کو فروغ ملے گا جس سے ملک میں رقم واپس کرنے کی صلاحیت بھی بڑھنے کا امکان ہے۔

سرکاری قرضے کے خاکے میں مذکورہ بالا تبدیلیوں سے قرض کی پائیداری کا تناظر بدلنے کا امکان کم ہے: بیرونی قرضہ ادا کیلئے قرض کی صلاحیت یا سیالیت کے حوالے سے مستقبل قریب میں فوری خطرے کا حامل نہیں اور ملکی قرضے کی ہیئت ترکیبی میں سازگار تبدیلی نے حکومت کے لیے ری پرائسنگ اور اجراءے ثانی کے خطرات کم کر دیے ہیں۔ تاہم قرضے کی واپسی میں موجودہ سہولت کو برقرار رکھنے کے لیے پاکستان کی برآمدی آمدنی میں فوری بحالی کی بے حد ضرورت ہے۔

## بیرونی شعبہ

بیرونی شعبے میں مضبوطی آنے کا عمل جو پچھلے دو برسوں سے جاری ہے م س 16ء میں برقرار رہا۔ سال کے دوران جاری کھاتے کے خسارے میں بگاڑ آیا تاہم آئی ایم ایف کی اقتساط، سرکاری قرضے (بشمول کمرشل قرضہ جات) اور بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی شکل میں زیادہ رقوم کی آمد کی وجہ سے یہ خسارہ آسانی پورا ہو گیا۔<sup>6</sup> مالی کھاتے

<sup>6</sup> ملک نے ستمبر 2015ء میں 500 ملین ڈالر کے یوروبانڈ جاری کیے تھے؛ جن کی مارچ 2016ء میں اسی حجم کے ایک اور یوروبانڈ کی عرصیت کی تکمیل کے بعد خالص منہائی کی گئی تھی۔

میں بھاری فاضل کی موجودگی نے اسٹیٹ بینک کے زر مبادلہ کے ذخائر میں 4.6 ارب ڈالر کا نمایاں اضافہ کیا اور یہ ذخائر م س 16ء کے آخر تک 18.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئے جو آج تک کی بلند ترین سطح ہے۔ اس سال آئی ایم ایف پروگرام کی کامیاب تکمیل بھی ہوئی جس سے ملک کو زر مبادلہ کے حوالے سے کافی سہولت ملی۔

حقیقت یہ ہے کہ توازن ادائیگی کے نقطہ نظر سے معتد بہ سرکاری رقوم کی آمد بہت اہمیت اختیار کر گئی ہے کیونکہ ان رقوم کی وجہ سے تجارتی کھاتے میں زر مبادلہ کا دباؤ اثر کم ہوا ہے۔ تیل کی کم قیمتوں کی وجہ سے ملک کے لیے بلند معاشی سرگرمی کی بنا پر صنعتی (خصوصاً مشینری اور فولاد) کی درآمد کے لیے رقم مہیا کرنا آسان ہو گیا تاہم برآمدات بدستور بیرونی مجاز پر اپنا سایہ ڈالتی رہیں؛ م س 16ء میں برآمدی وصولیاں کم ہو کر 8.8 فیصد ہو گئیں جبکہ م س 15ء میں 3.9 فیصد کم ہوئی تھیں۔ مجموعی درآمدی ادائیگیوں میں 2.3 فیصد کی معمولی کمی ہوئی لیکن تجارتی خسارے میں سال کے دوران 6.9 فیصد کا اضافہ ہوا (جبکہ م س 15ء میں 3.6 فیصد بڑھا تھا)۔ اگرچہ اجناس کی بین الاقوامی قیمتوں میں کمی کا برآمدی نرخوں پر اثر ہوا تاہم ساختی مسائل اور مصنوعاتی تنوع کے فقدان کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

اس دوران بنیادی آمدنی کا خسارہ بڑھنے کے باعث جاری کھاتے پر اضافی دباؤ آیا؛ یہ نفع اور منافع منقسمہ کے ملک سے اخراج میں اضافے نیز غیر ملکی فرموں کی آمدنی کی نوسرما یہ کاری بڑھنے کا نتیجہ تھا۔

اب تک برآمدات کی سست رفتاری کی تلافی ترسیلات زر میں شاندار نموسے ہو رہی تھی؛ گذشتہ پانچ برسوں میں کارکنوں کی ترسیلات زر کی مدد سے تجارتی خساروں (اشیا اور خدمات دونوں) کو پورا کیے جانے کی شرح 70 فیصد سے بڑھ کر 93.9 فیصد ہو گئی ہے۔ لیکن یہ سہارا اب کمزور ہونا شروع ہو گیا ہے کیونکہ یہ جز منفی عالمی حالات سے مکمل طور پر محفوظ نہیں۔ مالی سال 16ء میں ترسیلات زر بڑھیں گو کہ ان کی نموسٹ ہو کر 6.4 فیصد پر آگئی۔ تیل کی کم قیمتوں کے دور میں تیل کی دولت سے مالا مال خلیج تعاون کونسل کے ممالک پر ترسیلات زر کے لیے انحصار ایک اہم دشواری کے طور پر ابھر کر سامنے آیا؛ خطے کے ممالک سے رقوم کی آمد میں مالی سال 16ء کے دوران 6.0 فیصد نمو ہوئی جبکہ مالی سال 15ء میں 24.1 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ ایک اور مسئلہ اینٹی منی لانڈرنگ / دہشت گردوں کی مالی مدد کی روک تھام اور امریکہ کی جانب سے صارفین کے تحفظ کے ضوابط تھے جن کی وجہ سے امریکہ میں کام کرنے والے رقوم کی منتقلی کے عالمی آپریٹرز کی کاروباری لاگت میں اضافہ ہو گیا تھا۔ تاہم برطانیہ کی صورت حال مختلف رہی اور سال کے دوران وہاں سے ترسیلات زر میں 8.5 فیصد کی مضبوط نمو ہو رہی ہے۔

اس تناظر میں ملک کے لیے غیر قرضہ جاتی ذرائع، یعنی برآمدات اور بیرونی براہ راست سرمایہ کاری، سے زر مبادلہ کا حصول کلیدی اہمیت اختیار کر گیا ہے تاکہ صنعتی سرگرمیوں کے لیے ضروری درآمدات کی مالکاری کی جاسکے۔ اس کے ساتھ ساتھ غیر ضروری درآمدات کے خاتمے کی ضرورت ہے جبکہ درآمدی تبدیل کو، جہاں اطلاق ہو سکے، پالیسی اعانت مہیا کی جائے۔ آئی ایم ایف کے پروگرام کے خاتمے کے ساتھ گذشتہ تین برسوں سے حاصل زر مبادلہ کی اطمینان بخش صورت حال کو برقرار رکھنا ضروری ہے۔ اس لیے ملک کے لیے ضروری ہے کہ وہ اصلاحاتی عمل کے تسلسل اور طویل مدتی و رعایتی فنڈنگ تک رسائی کے لیے دیگر بین الاقوامی مالی اداروں کے ساتھ اشتراک جاری رکھے۔

یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ ایشیائی ترقیاتی بینک جیسی کثیر فریقی ایجنسیوں نے حال ہی میں پاکستان کے لیے اپنے وعدوں کی تجدید کی ہے جس میں سے بیشتر زر مبادلہ امداد بڑے پیمانے کے انفراسٹرکچر منصوبوں یا نظم و نسق کے متعلق اصلاحاتی پروگراموں کے لیے مختص کی گئی ہے۔<sup>7</sup> اس پس منظر میں آگے چل کر ایشیائی انفراسٹرکچر انویسٹمنٹ بینک (اے آئی آئی بی) کے بانی رکن کی حیثیت سے پاکستان کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل ہو گا۔<sup>8</sup>

<sup>7</sup> مثلاً، اگست 2016ء میں ایشیائی ترقیاتی بینک نے پاکستان کے توانائی کے شعبے کے لیے 810 ملین ڈالر کے مالی پیکیج کی منظوری دی تھی۔ اس پروگرام کی مدت 2016ء تا 2026ء ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ کاروباری ماحول کی اصلاح کرنے پر توجہ مرکوز کی جانی چاہیے تاکہ نہ صرف موجودہ صنعتی اکائیاں اپنے مکمل برآمدی امکانات کو بروئے کار لاسکیں بلکہ بیرونی سرمایہ کاروں کو بھی ملک کے متعلق ایک طویل مدتی نقطہ نظر رکھنے کا موقع مل سکے۔ بعض حالیہ اقدامات حوصلہ افزا ہیں جس میں پانچ اہم برآمدی شعبوں کے لیے زیرورٹنگ کا اعلان، صنعتوں کو بجلی کی فراہمی میں بہتری اور ایم ایس سی آئی کی جانب سے پاکستان کی ابھرتی ہوئی منڈی کے طور پر دوبارہ درجہ بندی شامل ہیں۔ تاہم گذشتہ تین برسوں میں حاصل ہونے والے معاشی استحکام کو برقرار رکھنے کے لیے زیادہ گہری ساختی اصلاحات درکار ہوں گی۔<sup>9</sup> ہو سکتا ہے کہ یہ قلیل مدت پالیسی اقدامات زیادہ پرکشش معلوم ہوں لیکن ملک بیرونی شعبے کا استحکام اسی وقت قائم رکھ سکتا ہے کہ برآمدات اور بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں حائل ساختی مسائل کو حل کر لیا جائے۔

### سماجی شعبہ

اقتصادی پالیسیوں اور ترقی کا بنیادی مقصد عوام کی فلاح و بہبود میں اضافہ کرنا ہے۔ معاشی سرگرمیوں میں صحت مند نمو، پست مہنگائی، انفراسٹرکچر اور مالی سہولتیں اسی مقصد کو حاصل کرنے کے ذرائع ہیں۔ اس لیے یہ تجزیہ کرنا ضروری ہے کہ معاشی سرگرمی کی بحالی اور دیگر مثبت اقدامات نے گذشتہ چند برسوں کے دوران سماجی شعبے کو کس طرح متاثر کیا ہے۔ اتفاق سے مالی سال 16ء میں ہزاریہ ترقیاتی مقاصد (ایم ڈی جیز) کا ٹائم فریم ختم ہو گیا ہے جس کے تحت ممالک کے لیے ضروری تھا کہ وہ پندرہ برسوں کے دوران اپنے سماجی و معاشی اظہار یوں میں بہتری لائیں۔ بین الاقوامی سطح پر اس سمت میں نمایاں بہتری دیکھنے میں آئی ہے۔ مثلاً، ہزاریہ ترقیاتی مقاصد میں عالمی سطح پر انتہائی غربت کو (1990ء کی سطح سے) نصف سطح پر لانے کا مقصد مقررہ وقت سے پانچ برس پہلے ہی حاصل کر لیا گیا۔ اسی طرح، عالمی سطح پر انگری اسکولوں میں داخلے اور خواندگی کی شرحوں، زچہ و بچہ کی شرح اموات، ایچ آئی وی کی روک تھام کے ضمن میں بہتری دیکھنے میں آئی۔

اس کے باوجود پیشتر دیگر ممالک کی طرح پاکستان بھی ہزاریہ ترقیاتی مقاصد کے اہداف میں سے بیشتر کو حاصل نہ کر سکا۔ ملک نے جس رفتار سے اپنے سماجی اظہار یوں کو بہتر بنایا ہے وہ علاقائی ہم پلہ ممالک کے مقابلے میں سست اور آبادی کے کم خوشحال طبقات کی زندگیوں کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے ناکافی تھا۔ اس کے نتیجے میں اقوام متحدہ کے ہیومن ڈویلپمنٹ انڈیکس میں پاکستان کی مطلق درجہ بندی ہزاریہ ترقیاتی مقاصد کے نظام الاوقات میں پست رہی۔<sup>10</sup> مزید برآں، مطلق غربت میں کمی آئی ہے جبکہ ملک میں آمدنی کی عدم مساوات بڑھ گئی ہے (ساتواں باب)۔

اس کمزور کارکردگی کی کئی وجوہات ہیں: کمزور معاشی نمو (جزوی طور پر دہشت گردی کے خلاف جنگ کا نتیجہ) اور معاشی دھچکوں اور اس کے بعد یکجہائی و استحکام کے اقدامات کا مطلب بنیادی طور پر یہ تھا کہ ملک کی سماجی ترقی کے لیے دستیاب وسائل ناکافی ہیں۔ مزید برآں، اٹھارہویں ترمیم اور ساتویں این ایف سی ایوارڈ کے بعد صحت و تعلیم جیسے سماجی شعبوں کی ذمہ داری صوبوں کو تفویض کر دی گئی ہے اور یہ کام ابھی عبوری مرحلے میں ہے۔ وسائل کے موثر اختصاص کو یقینی بنانے کے لیے صوبوں کی تکنیکی اور نگرانی کی استعداد کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔

<sup>8</sup> پاکستان ان اوبین ممالک میں شامل ہو گا جنہیں اے آئی آئی بی کی منصوبہ جاتی ماکاری ملے گی۔ مارچ 2016ء میں اے آئی آئی بی نے اعلان کیا تھا کہ وہ ایشیائی ترقیاتی بینک اور برطانیہ کے محکمہ برائے بین الاقوامی ترقی کے ساتھ 64 کلومیٹر طویل ایم 4 موٹر وے میں مشترکہ ماکاری کرے گا جس کے ذریعے شور کوٹ کو خانیوال سے منسلک کیا جائے گا۔ اس منصوبے کی لاگت کا تخمینہ 273 ملین ڈالر لگایا گیا ہے (ماخذ: [http://www.aiib.org/html/2016/PROJECTS\\_0426/101.html](http://www.aiib.org/html/2016/PROJECTS_0426/101.html))۔

<sup>9</sup> برآمدی شعبے میں ساختی مسائل سے نمٹنے کے لیے درکار اصلاحات پر تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے بینک دولت پاکستان کی سالانہ رپورٹ برائے مالی سال 15ء، خصوصی سیکشن 3: پاکستان کی برآمدات میں جمود کا سبب کیا ہے؟  
<sup>10</sup> 2000ء میں ایچ ڈی آئی پر 173 ممالک میں سے پاکستان کا درجہ 138 واں تھا۔ 2014ء میں یہ گر کر 147 (188 ممالک میں سے) پر آ گیا۔ اسی مدت کے دوران سری لنکا اور بنگلہ دیش جیسے علاقائی ممالک اپنے ایچ ڈی آئی کے درجے میں بہتری لانے میں کامیاب رہے تھے۔



ایک اور مسئلہ ملک کی آبادی میں تیزی سے اضافہ ہے جو پہلے سے نامناسب سماجی انفراسٹرکچر پر مزید دباؤ ڈال رہا ہے۔ پاکستان میں ابھی تک اسکول نہ جانے والے بچوں کی تعداد بہت ہے۔ علاوہ ازیں، تعلیم اور افرادی قوت سے تقریباً نصف آبادی (خواتین) کے اخراج کا مطلب ہے کہ ملک نے اپنے انسانی وسائل ابھی تک پورے طور پر استعمال نہیں کیے۔

جدول 1.2: اہم معاشی اہداف اور پیش گوئیاں

م 17ء		م 16ء	
اسٹیٹ بینک کی پیش گوئی <sup>1</sup>	ہدف <sup>2</sup>		
	فیصد نمو		
5.0 – 6.0	5.7	4.7 <sup>4</sup>	حقیقی جی ڈی پی
4.5 – 5.5	6.0	2.9 <sup>4</sup>	صارف اشاریہ قیمت (اوسط)
	ارب ڈالر		
20.5 – 21.5	20.2	19.9 <sup>1</sup>	ترسیلات زر
22.0 – 23.0	24.7	22.0 <sup>1</sup>	برآمدات (ایف او بی)
42.0 – 43.0	45.2	40.1 <sup>1</sup>	درآمدات (ایف او بی)
	جی ڈی پی فیصد		
4.0 – 5.0	3.8	4.6 <sup>3</sup>	مالیاتی خسارہ
0.5 – 1.5	1.5	1.2 <sup>1</sup>	جاری کھاتے کا خسارہ

ماخذ: <sup>1</sup> بینک دولت پاکستان؛ <sup>2</sup> منصوبہ بندی کمیشن؛ <sup>3</sup> وزارت خزانہ؛ <sup>4</sup> پاکستان دفتر شماریات

مختصر یہ کہ ریاست کے پاس اپنے رائے دہندگان کی اکثریت کو بنیادی سماجی خدمات کی فراہمی کی صلاحیت کے فقدان کے نتیجے میں نجی شعبے کو یہ خلا پُر کرنے کے لیے کوششیں کرنا پڑ رہی ہیں۔ یہ بات خاص طور پر صحت و تعلیم کے شعبوں کے حوالے سے درست ہے۔ تاہم، اس کی لاگت بھی برداشت کرنا پڑ رہی ہے کیونکہ ہر شخص ان خدمات کے اخراجات نہیں اٹھا سکتا۔ مزید برآں، دیہی علاقوں کو اب بھی بڑی حد تک نظر انداز کیا جا رہا ہے۔

اس تناظر میں، حکومت کو چاہیے کہ وہ برہدف انداز میں سماجی تحفظ کے دائرے کو توسیع دینے کے لیے زیادہ سرگرم کردار ادا کرے۔ مالی شمولیت اور خواتین کو بااختیار بنانے (بینظیر انکم سپورٹ پروگرام) جیسے شعبوں میں ہونے والی پیش

رفت کو برقرار رکھنے اور اس میں مزید بہتری لانے کی ضرورت ہے۔<sup>11</sup> پائیدار ترقیاتی مقاصد (ایس ڈی جیز) کے حصول کی سمت دنیا کی پیش رفت کے باعث ملک کے فریقوں، سرکاری و نجی دونوں، کے لیے یہ ناگزیر ہو چکا ہے کہ وہ آبادی کے ان طبقات کو سماجی خدمات کی فراہمی کے لیے منظم انداز میں کوششیں کریں جنہیں اس کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

### 1.3 مالی سال 17ء کے امکانات

بہتر معاشی ماحول، توانائی کی رسد میں بہتری اور امن و امان کے خدشات میں کمی کے باعث کاروباری احساسات مثبت ہیں۔ اس کے ساتھ چین پاک اقتصادی راہداری سے متعلق منصوبوں پر موثر پیش رفت سے انفراسٹرکچر اور توانائی کی مشکلات میں کمی آئے گی اور صنعتی پیداوار کی طلب بھی پیدا ہوگی۔ اقتصادی سرگرمی کو معاشی نمو میں معاون پالیسیوں سے بھی فائدہ پہنچے گا: پالیسی ریٹ اس وقت تاریخ کی پست ترین سطح 5.75 فیصد پر ہے جس نے کاروباری اداروں اور صارفین کے لیے فنڈنگ کا حصول آسان بنا دیا ہے۔ اسی طرح، بڑھتے ہوئے ترقیاتی اخراجات، بجٹ خسارے میں منصوبہ بندی کے تحت کٹوتی کے باوجود انفراسٹرکچر سے متعلق صنعتوں کی اعانت جاری رہے گی۔ چنانچہ ملکی طلب کے مضبوط رہنے کا امکان ہے جس کی عکاسی کاروباری اداروں کو قرضوں کی فراہمی، صارفین کی ماکاری اور تجارت جیسے اہم اظہاریوں سے ہوتی ہے۔ اس تناظر میں، حکومت نے مالی سال 17ء کے لیے جی ڈی پی میں 5.7 فیصد نمو کا تخمینہ لگایا ہے جو کہ مالی سال 16ء میں ہونے والی 4.7 فیصد نمو کے مقابلے میں 100 بی پی ایس کے صحت مند اضافے کو ظاہر کرتا ہے۔ اس اضافے میں اہم حصہ زرعی شعبے کی بحالی اور صنعتی سرگرمیوں کے مزید بڑھنے سے حاصل ہونے کی توقع ہے؛ خدمات کے شعبے میں گذشتہ برس کی نمبر برقرار رہنے کا امکان ہے۔

عالمی منڈی میں اجناس کی نرم قیمتوں کے پیش نظر پاکستان کے لیے بھی مہنگائی کے امکانات کمزور ہیں۔ گذشتہ برس کی سطح کے مقابلے میں کچھ اضافہ ہو سکتا ہے کیونکہ ملکی طلب بتدریج بڑھ رہی ہے، مالی سال 17ء کے وفاقی بجٹ میں ٹیکسیشن کے جن اقدامات کا اعلان کیا گیا ہے ممکن ہے وہ صارفین کو منتقل کر دیے جائیں جبکہ توانائی

<sup>11</sup> حوصلہ افزا امر ہے کہ حکومت بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کے ذریعے سماجی تحفظ کے دائرے میں توسیع کر رہی ہے اور حال ہی میں استفادہ کنندگان کا سالانہ وظیفہ 18000 روپے سے بڑھا کر 19338 روپے کر دیا گیا ہے۔

گروپ میں اس سال قیمتوں کی ارزانی کی توقع نہیں ہے۔ ان خوش آئند امکانات کو لاحق خطرات کی نوعیت بیرونی ہے مثلاً رسدی دھچکے کے باعث تیل کی قیمتوں میں اضافہ اور رسد میں تعطل کی وجہ سے تلف پذیر غذائی اشیاء کی قیمتوں کا اچانک بڑھنا۔

مالیاتی لحاظ سے حکومت نے مالی سال 17ء کے لیے جی ڈی پی کے 3.8 فیصد تک بجٹ خسارے کا تخمینہ لگایا ہے جو مالی سال 16ء میں ہونے والے 4.6 فیصد کے اصل خسارے سے 80 پی پی ایس کم ہے۔ اس کے لیے مضبوط مالیاتی نظم و ضبط اور محصولات بڑھانے کی منظم کوششیں کرنا ہوں گی۔ ٹیکسوں کی بنیاد کو وسیع کرنے کے لیے ٹیکسیڈیشن اصلاحات کا تسلسل اور مزید افراد کو ٹیکسوں کے دائرے میں لانا اس ہدف کے حصول میں کلیدی اہمیت کا حامل ہو گا۔ اس ضمن میں ہونے والی ایک انتہائی اہم پیش رفت حکومت کی جانب سے جائیداد کے کاروبار پر موثر انداز میں ٹیکس کے نفاذ کا فیصلہ ہے۔ اگرچہ حکومت کی جانب سے مالی سال 17ء کے بجٹ میں اعلان کردہ جارحانہ ٹیکس اقدامات میں پر اپرٹی ڈیلروں کے ساتھ مذاکرات کے بعد تبدیلیاں کی گئی ہیں پھر بھی نظر ثانی شدہ اقدامات میں اس منشا کو برقرار رکھا گیا ہے۔ ان اقدامات سے ٹیکس وصولی میں اضافہ متوقع ہے اور جائیداد کی مارکیٹ میں سٹے بازی کی حوصلہ شکنی کے ذریعے حقیقی اقتصادی سرگرمیوں کو فروغ دینے میں بھی مدد ملے گی۔

مالی سال 17ء کے دوران برآمدات میں معمولی بحالی متوقع ہے جسے ملک میں توانائی کی رسد میں مزید بہتری، اجناس کی عالمی قیمتوں میں کچھ اضافے اور عالمی طلب (خصوصاً یورپ اور علاقے میں) میں بحالی سے مزید تقویت ملے گی۔ حکومت کی جانب سے ٹیکس ری فنڈز کے اجرا اور برآمدی شعبوں کے لیے زیر ریٹنگ جیسے اقدامات سے بھی برآمد کنندگان کو اعانت حاصل ہوگی۔ یہاں یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ چینی معیشت کی بتدریج کاپلاٹ نے پاکستان کے ٹیکسٹائل شعبے کے لیے ایک موقع پیدا کیا ہے۔ خصوصاً، افرادی قوت کی بڑھتی ہوئی لاگت کے باعث چین اب پست قدر اضافی کی حامل ٹیکسٹائل ایشیا کی پیداوار میں کمی کر رہا ہے اور پاکستان کا ٹیکسٹائل شعبہ اس خلا کو پُر کرنے کے لیے آگے بڑھ سکتا ہے اور عالمی قدری زنجیر کے ساتھ ارتباط پیدا کر سکتا ہے۔ چین پاک اقتصادی راہداری کے تحت بجلی و تعمیرات کے جاری منصوبوں کے درآمدات پر بھاری اثرات مرتب ہوں گے۔ ملکی طلب میں معتدل اضافہ اور اجناس کی عالمی قیمتوں میں متوقع بحالی بھی مالی سال 17ء کے دوران درآمدات کی نمو کو بڑھانے میں کردار ادا کر سکتی ہے۔ مشینری و فولاد کی طلب خاص طور پر مضبوط رہے گی۔

کارکنوں کی ترسیلات زر میں گذشتہ برسوں کے دوران دوہندسی نمو ہوئی ہے لیکن آگے چل کر اس کا امکان بہت کم ہے۔ تیل کی قیمتوں میں بتدریج بحالی کے باوجود اس بات کا امکان بہت کم ہے کہ خلیجی حکومتیں اسی سطح پر انفراسٹرکچر اخراجات جاری رکھیں گی جو تیل کی قیمتوں کے انہدام سے پہلے تھیں۔ امکان ہے کہ ان کی توجہ اقتصادی تبدیلی پر مرکوز رہے گی جس سے انہیں تیل کی آمدنی پر انحصار کم کرنے میں مدد مل سکے۔ لہذا، ہمیں توقع ہے کہ مالی سال 17ء میں ترسیلات زر میں نموست رہے گی۔

بحیثیت مجموعی امکان ہے کہ مالی سال 17ء کے دوران جاری حسابات کا خسارہ جی ڈی پی کے 0.5 فیصد تا 1.5 فیصد کی حد میں رہے گا۔ اس پیش گوئی کو لاحق خطرات یہ ہیں (i) اجناس کی عالمی منڈیوں پر برطانیہ کے یورپی یونین سے اخراج کا فوری اثر (برطانیہ کے لیے پاکستانی برآمدات پر اس کے اثرات وسط مدت میں واضح ہوں گے) (ii) چینی معیشت کی سست رفتاری اور (iii) چین پاک اقتصادی راہداری منصوبوں پر کام کی رفتار میں غیر متوقع تبدیلی۔

آخر میں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ گذشتہ تین برسوں کے دوران ادائیگیوں کے توازن کی اطمینان بخش صورت حال میں آئی ایم ایف کے پروگرام کو کلیدی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اس پروگرام سے ملک کے استحکام پروگرام میں اعانت اور بین الاقوامی قرض دہندگان کا اعتماد حاصل کرنے میں مدد ملی ہے۔ تاہم، توانائی کے شعبے کی پی ایس ایز اور خسارے میں چلنے والے دیگر اداروں (جیسے پاکستان اسٹیل مل اور پی آئی اے) کے لیے اصلاحاتی عمل کو تیز کرنے کی ضرورت سے صرف نظر کرنا ممکن نہیں۔ صرف ساختی مسائل کو دور کر کے ہی ملک خود کو بلند معاشی نمو کی راہ پر گامزن کر سکتا ہے۔